چیز مل جاتی ہے تو اظہارِ شکر میں دُم ہلاتے ہیں اور اگر نہیں ملتی تو صبر کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا بھلا پھر آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر ہمیں کوئی چیز مل جاتی ہے تو ایثار کرتے ہیں اور اگر نہیں ملتی تو صبر کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؒ اُٹھے اور آپ کا سر چوم لیا۔

○ سلطان ملک ناصر الدینؒ قرآن شریف لکھ کر فروخت کیا کرتے اور اسی آمدن پر بمشکل تمام گزارہ کرتے تھے شاہی خزانہ سے کبھی ایک پیسہ تک نہ لیا۔ ایک دفعہ ایک قرآن شریف نہایت اہتمام اور شوق سے لکھا۔ امرائے دربار نے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ آپ نے دکھایا تو سب نے تعریف کی۔ ایک اہلکار نے کہا اس لفظ پر فتح یعنی زبر ہونی چاہیئے۔ سلطان نے کہا نہیں اسی طرح درست ہے۔ اس نے اصرار کیا تو آپ نے قلم سرمہ سے اس پر نشان لگا دیا اور کہا کہ اس کو درست کرونگا۔ سب لوگ رخصت ہو گئے اور فقط ایک معتمد باقی رہ گیا۔ سلطان نے اس نشان کو مٹا دیا۔ معتمد نے کہا کہ اگر اس کو مٹانا ہی تھا تو اس وقت نشان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ سلطان نے فرمایا مجھے پورا یقین تھا کہ وہ اہلکار غلط کہہ رہا ہے اور دوسرا قرآن شریف لا کر میں اس غلطی کو ثابت بھی کرسکتا تھا لیکن میں نے اس کی دلشکنی اور شرمندگی کو گوارا نہ کیا اور نشان لگا کر اُسکی حوصلہ افزائی کر دی۔ میرا اُس سے کچھ حرج نہ ہوا۔ لیکن وہ شرمندگی سے محفوظ رہا۔

○ شاہ اسماعیل سامانی اپنی رعایا پروری اور رحمدلی کے باعث نہایت نیک نام ہو گزرا ہے۔ ایک دفعہ کسی کسان نے ایک ککڑی شاہ کی خدمت میں تحفتاً پیش کی۔ شاہ نے اُسے چکھا اور نہایت تکریم کے ساتھ اُسے اپنے پاس رکھ لیا۔ کسان کو انعام و اکرام سے نواز کر باعزّت رخصت کیا۔ ندیموں نے پوچھا پہلے آپ ہر ایک تحفہ کو حاضرین میں تبرکاً تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اس ککڑی کو کیوں نہ تقسیم کیا؟ شاہ نے کہا میں نے ککڑی کو چکھا تو وہ کڑوی نکلی۔ اگر آپ لوگوں میں تقسیم کر دیتا تو ہر ایک اس کو چکھ کر تھوک دیتا اور کسان اس تحفہ کے کڑوا ہونیکی وجہ سے شرمندہ ہوتا۔ لہٰذا میں نے اسے تقسیم نہ کرنے میں مصلحت سمجھی۔ تاکہ کسان کی دل شکنی نہ ہو۔

پردہ :

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے اُن سے بدظن ہو گئے
وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے

(علامہ اقبالؒ)

کلچر کی بک بک

خادم حسین شیخ

"۸ / اکتوبر ۱۹۸۹ء کے ٹی وی پروگرام "سٹوڈیو" کا موضوع تھا "کلچر"۔ بحث میں حصہ لینے والوں میں شامل تھے۔ ایک آزاد خیال صحافی صفدر میر۔ ایک ترقی پسند شاعر ظہیر کاشمیری۔ اجنتا کے غاروں کی تصویریں بنانے والا ایک آرٹسٹ۔ ایک میراثی جسے جدید زبان میں موسیقار کہا جاتا ہے۔ عنایت حسین بھٹی، لبطن کے بندوں میں سے اسلامیات کا ایک پروفیسر ڈاکٹر رفیق جس کی ٹھوڑی پر چھوٹے چھوٹے بے ہنگم بال یوں لگ رہے تھے۔ جیسے روٹی کو چیونٹیاں چمٹی ہوئی ہوں۔ گھریلو زندگی کو ترک کر نیوالی نسوانیت کی باغی ایک ثقافت زدہ عورت بھی پروگرام میں شامل تھی (کہ گھر سے عورت ایک دفعہ چلی تو تو بہ ہی بھلی)"۔

اس نمبر سٹوڈیو میں ہمارے کلچر اور ثقافت کے حوالے سے جو کچھ کہا گیا۔ اس میں رضیہ سلطانہ، موہنجوڈارو، اجنتا کے غار، آزادی، قومیت، جمہوریت جیسے عنوان زیادہ غالب رہے۔ "آزادی، جمہوریت قومیت کو اگر فروغ دیا جائے تو کسی قوم کا کلچر۔ ایک تسلسل کے ساتھ خود بخود وجود پذیر ہوتا چلا جاتا ہے رضیہ سلطانہ، موہنجوڈارو۔ اجنتا کے غار ہماری ثقافت کا حصہ ہیں۔ ہم اسی بنیادی چیزوں سے کیسے اپنا پیچھا چھڑا سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ"۔

آخر میں نعیم بخاری نے موسیقار (میراثی) عنایت حسین بھٹی سے گول مول سا سوال کیا کہ ہماری ثقافت میں اسلام —— اور موسیقی ......!

عنایت حسین بھٹی نے منافقانہ، مبہم سا جواب دیا "دیکھئے! بخاری صاحب! جب ہم کسی علاقے میں جا کر رہتے ہیں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ سالہا سال وہاں گذارتے ہیں تو وہاں کا لباس۔ تراش خراش کھانا پینا ہم کیسے رد کر سکتے ہیں"۔

اس پر وہیں بیٹھی ہوئی گنوار مردوں کی طرح کٹے ہوئے بالوں والی ایک لیکچرار عورت نے گرہ لگائی "بھٹی صاحب نے درست کہا ہے۔ اُس علاقے کی فضا۔ آب و ہوا سے ہم کیسے بچ سکتے ہیں؟"

اس غلط اور جہل جواب پر نہ تو نعیم بخاری نے کچھ کہا اور نہ اسلامیات کے پروفیسر ڈاکٹر رفیق کو کوئی غیرت

آ ئی کہ موسیقی اور اسلام کے موضوع پہ بات ہو رہی تھی اور موسیقی کو مسلمانوں کی ثقافت کا لاینفک جزو قرار دیا جا رہا تھا۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ زبان کھولتا کہ صاحب! ہر وہ بات جو خدا اور رسولؐ کے فرامینِ عالیہ سے ٹکرائے گی، مردود ہے۔ ناقابلِ قبول ہے۔ رَد کی جا سکتی ہے چاہے وہ کسی سیکولر (لادینی) اقدار کے حامل افراد کی رگوں میں رچ بس گئی ہو یا کسی مذہبی بہروپئے نے ہی کیوں نہ اپنا رکھی ہو۔ کھانے پینے کی ہر وہ چیز جو اسلام میں ناجائز قرار دی گئی ہے۔ مردود ہے۔ کسی علاقے کا لباس اگر ستر ڈھانپنے کا مطلوبہ مقصد پورا نہیں کرتا۔ رَد کر دیا جائیگا۔ اور موسیقی (مزامیر) تو مسلمانوں کیلئے واضح طور پر حرام قرار دی گئی ہے۔ ۵

ساز و آواز کو اسلام سے کیا نسبت ہے؟ اگر کوئی نسبت ہے تو افشا کریں انحنا کریں

اور فن جس کا رہا مخش تصاویر یہ مائکل ۔ مانی بھی وہ کیا ہے۔ بہزاد ہے تو کیا ہے!

نعیم بخاری۔ عنایت حسین بھٹی۔ لیکچرار عورت یا تو جرأت کرتے اور صاف صاف کہتے کہ موسیقی کے بارے میں ہم اسلام کو اتھارٹی نہیں مانتے۔ ہم اسلام چھوڑ سکتے ہیں۔ موسیقی نہیں چھوڑ سکتے کہ یہ خباثت اور حرام زدگی ہماری ثقافت کا حصّہ بن چکی ہے۔ افسوس! تم میں اتنی بھی جرأت نہیں کہ اپنے جرم کا برملا اعتراف کر سکو۔ اور مسلمان تمہاری یہ بات صرف اِسی لئے تسلیم کر لیں کہ عنایت حسین بھٹی بہت بڑا امیراثی ہے لیکچرار عورت کی ظاہری تراش خراش بالوں کا کٹاؤ، بدلوں کا اُلجھاؤ۔ مردوں میں گفتگو کا بے باکانہ انداز سراسر اسلامی اقدار کے خلاف ہے۔ نعیم بخاری کی شادی میراثیوں کے ایک بہت بڑے خاندان میں ہوئی ہے۔

کہنا تو یہ چاہیئے تھا کہ اگرچہ موسیقی آج کل گھر گھر رچ بس گئی ہے مگر اسلام میں ساز و آواز کا کوئی جواز نہیں۔ ہم بے شک مجرم ہیں۔

عنایت حسین بھٹی نے رضیہ سلطانہ، موہنجوڈارو کے حوالے سے جہاں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر سنائی: کہ "..... تمہارے قبیلے اور خاندان اس لئے بنائے گئے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ......" وہاں موسیقی (ایک لغو فعل) کے حوالے سے قرآن مجید کی یہ آیت اُنکی زبان پر کیوں نہ آسکی جس میں فرمایا گیا ہے "اور مومن وہ لوگ ہیں جو بے ہودہ کاموں سے منہ موڑنے والے ہیں" (پ۔ ۱۸، رکوع۔ ۱)

"اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کھیل کی باتوں کو خرید کرتے ہیں کہ بن سمجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے (لوگوں کو) گمراہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی راہ پر تمسخر کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلّت کا عذاب ہے" (پ۔ ۱۱، رکوع۔ ۱۰)۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

○ "میری اُمت میں ضرور ایسے لوگ ہونگے جو کہ ریشم، شراب، اور آلاتِ لہو۔ باجہ، تنبورہ، طبلہ سارنگی وغیرہ کو حلال سمجھیں گے۔" (بخاری شریف)

○ "گانا سننا اور تال بجانا، تنبورہ، بربط، دف اور جو بھی اس قسم کی چیزیں ہیں۔ سب کا سننا اور بجانا حرام ہے۔" (نہایہ)

آپ کہتے ہیں کہ کوئی بھی آدمی کسی علاقے کے لباس۔ تراش خراش۔ رہن سہن۔ کھانے پینے کو کیسے رد کر سکتا ہے۔ کیا تمام انبیاءِ کرام اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائی احکام کے خلاف جاہلیت کے تمام رسم و رواج نبوت سے پہلے دور کے تہذیب و تمدن۔ رہن سہن۔ عمرانی اقدار (لڑکیوں کا زندہ مار دینا۔ سود۔ شراب مسلسل لڑائیاں۔ بتوں کی پوجا۔ حرم کعبہ کا ننگا طواف) ایسی تمام چیزوں کو رد نہیں کیا تھا؟ اور حجۃ الوداع کے خطبہ میں خدا کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام آنے والے مسلمانوں کو اپنے اسوۂ حسنہ پر قائم رہنے کی تلقین نہیں کی؟

بخاری صاحب! آپ کے اس سارے پرچار کا مطلب یہ ہے کہ آپ اور آپ کے مذاکرے کے حواریوں کو رسولِ پاکؐ کی تعلیمات کے خلاف۔ پرانے تہذیب و تمدن اور اپنے آباؤ اجداد کا دین نہ چھوڑنے والے مشرکینِ مکہ کی تائید کرنے والوں میں شمار کر لیا جائے۔ جو اسی طرح کہتے تھے کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کا دین کیسے چھوڑیں۔

نعیم صاحب! اگر آپ زندگی کے ہر مرحلہ پر خدا کے فرامین اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہیں تو آپ مہذب ہیں۔ شائستہ ہیں۔ آپکی بات سننے کے قابل ہے اور اگر آپ منافقانہ چالوں اور کمیونسٹ حیلہ سازیوں سے ایسے غلط سلط پروگراموں کے ذریعے۔ قوم کو گمراہ کرنے کی مسموم کوشش میں مبتلا ہیں۔ تو آپ بے شک رضیہ سلطانہ کی اولاد تو نہیں مگر موہنجوڈاڑو کی پیداوار ضرور ہیں۔ اجنتا کے غاروں کے گندے کیڑے ہیں۔ آپکا مسلمان اکابر سے کوئی تعلق نہیں۔ بالکل اس طرح جس طرح جی ایم سید اور پلیجو اینڈ کمپنی کہتی ہے کہ وہ راجہ داہر کی اولاد ہیں۔ محمد بن قاسم سے انکا کوئی تعلق نہیں ہے۔

"بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست   اگر باو نرسیدی تمام بو لہبی است"

بخاری صاحب! میگزین "دھنک" کی اشاعت جنوری ۱۹۷۵ء کا اداریہ "کلچر کی بک بک" آپ کے ملاحظہ کیلئے یہاں نقل کیا جاتا ہے جسے سرور سکھیرا نے لکھا اور بہت اچھا لکھا ہے:

"جب بھی قوم سنجیدہ مسائل سے دوچار ہوتی ہے تو بیتاب ذہنوں کو کلچر ایسے گورکھ دھندوں میں الجھانے کی کوشش